رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون: ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۷۱/۳۶ | سوموار ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ | ۱۲ روفا ۱۳۶۱ھ | ۱۲ جولائی ۱۹۸۲ء | نمبر ۱۵۵

اخبارِ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ: ۱۱ روفا/جولائی - حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت اب اللہ کے فضل سے بہتر ہے - الرجی کا اثر اب کم ہو رہا ہے احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ مدظلہا کو صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے -

جماعتِ احمدیہ کا روپیہ دنیا بھر کے خزانوں کے مقابلے پر ضرور جیتے گا

یہ روپیہ جماعت سے اللہ تعالیٰ کے پیار کا مظہر ہے یہ اللہ کی رضا کی خاطر دیا گیا ہے!

حال ہی میں ختم ہونے والے مالی سال میں بجٹ سے کہیں زیادہ آمد ہوئی

اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کے بعد سلسلہ کے کارکنوں اور امراء و غرباء کی قربانیوں کا بھی شکریہ ادا کرنا واجب ہے

مسجد اقصیٰ ربوہ میں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ

ربوہ: ۹ روفا/جولائی - سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا - حضور نے بتایا کہ صدر انجمن احمدیہ کے ۳۰ رجون ۱۹۸۲ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صرف محاصل خالص میں ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً تیس لاکھ روپے زائد از بجٹ وصولی ہوئی ہے - حضور نے اس روپے کے اکٹھا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد سلسلہ کے ان مرکزی کارکنوں اور مقامی عہدیداروں کا بھی ذکر کیا جو محنت سے جماعتی خدمات ادا کرتے ہیں اور فرمایا کہ یہ روپیہ عام دنیوی بجٹوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہونے کے باوجود اس لیے اہم ہے کہ اس میں اللہ کے پیار کی جھلک نظر آتی ہے اور اس لیے یہ روپیہ دنیوی روپے کے مقابلہ میں یقیناً فتح پائے گا - انشاء اللہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ صدر انجمن احمدیہ کا جو مالی سال یکم جولائی ۱۹۸۱ء سے شروع ہو کر ۳۰ رجون ۱۹۸۲ء کو ختم ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کامیاب رہا ہے اور صرف محاصل خالص میں جو آمد متوقع تھی وہ ایک کروڑ ۶ لاکھ ۱۶ ہزار ایک سو ۵۰ روپے تھی - اس کے مقابلہ میں آمد اللہ کے فضل سے ایک کروڑ ۳۶ لاکھ ۸۳ ہزار روپے زائد ہوئی ہے اس طرح بجٹ کے مقابلہ میں تیس لاکھ ۶۷ ہزار روپے سے اوپر زائد آمدنی ہوئی ہے -

حضور نے یہ خوشکن اطلاع جماعت کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کارکنان کی خدمات کا اعتراف کرنا بھی ضروری ہے، چاہے وہ مرکزی کارکنان ہوں یا مقامی عہدیدار جنہوں نے بڑی محنت سے سارا سال کام کیا - اور محض للہ اس کے لیے وقت دیا - بہت قیمتی آرزوئیں قربان کیں - اور سلسلے کی ضروریات کو سمجھ کر دن رات ایک کر کے کام کیا - حضور نے فرمایا یہ کارکنان نظام احمدیت کی کیڑیاں (چیونٹیاں) ہیں - دنیا کی نظر میں ان کا کوئی مقام نہ ہو لیکن اللہ کی نظر میں ان کا بڑا مقام ہے پس ان سب کارکنان کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے - جنہوں نے محنت کی وقت دیا اور دعائیں کیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل نازل کیا -

حضور نے فرمایا ہم اللہ کے اس فضل پر خوش ہیں اگرچہ ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو اس روپے کی کوئی حیثیت نہیں - خاص طور پر جب دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کے بجٹ اور ان کے اعداد و شمار دیکھے جائیں گے تو اتنا زیادہ روپیہ ہے کہ اعداد و شمار سمجھ میں نہیں آتے - اس وقت اس ایک کروڑ ۳۶ لاکھ کی کوئی حیثیت نظر نہیں آتی - پھر حکومتوں کو چھوڑیں صرف عیسائیت کے بعض فرقے روزانہ اپنے مذہب کی اشاعت پر جو خرچ کرتے ہیں وہ ہمارے سارے سال کے بجٹ سے دسیوں گنا زیادہ ہوتا ہے - وہ ایک ایک دن میں دس کروڑ، بیس کروڑ تیس کروڑ روپے خرچ کر دیتے ہیں - تو ساری دنیا کی کوششوں کو چھوڑیں عیسائیت کے صرف ایک فرقہ کا بجٹ اتنا ہے کہ ہماری رقم صفر کے برابر ہو جاتی ہے - اس صورت حال میں ہم کیوں خوش ہیں؟ کہ ہمارا یہ سال بڑا اچھا گزرا ہے؟

حضور نے فرمایا میں نے اپنے دل کی کیفیت کا تجزیہ کیا تو مجھے اس خوشی کی تین وجوہات نظر آئیں -

پہلی وجہ یہ کہ یہ روپیہ ہمارے رب کے پیار کا مظہر ہے - جو وہ جماعت کے ساتھ اس کے آغاز سے اب تک رکھتا رہا ہے اس کے فضل اور رحمت کی شدت اس وقت بھی بہت تھی جب احمدی احباب دو دو پیسے چندہ دیا کرتے تھے - اس کا شکریہ (حضرت اقدس .... ناقل) نے اپنے قلم سے لکھ کر ادا کیا - اور قیامت تک تاریخ میں محفوظ ہو گیا - آج دو کروڑ کو بھی وہ حیثیت حاصل نہیں جو اس دو پیسے کو تھی جو حضرت اقدس .... ناقل) کے قلم سے قرطاس پر لکھے جا رہے تھے - اللہ تعالیٰ پیار کے ساتھ دیکھ رہا تھا اس معمولی رقم کو اس لیے سب سے زیادہ قابلِ شکر اللہ تعالیٰ کا پیار اس کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو آج تک پوری وفا کے ساتھ اس روپے کے ساتھ رہا ہے اسی لیے اس روپے پر کبھی خزاں نہیں آتی - دنیا کے حالات بدلتے ہیں تو بڑی بڑی کروڑ پتی کمپنیوں اور حکومتوں کے دیوالیے نکل جاتے ہیں - دنیا کے روپے بحرانوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں - لیکن اللہ کے فضلوں پر کوئی بحران نہیں لا سکتا - ہماری جماعت مختلف حالات میں سے گزری ۱۹۷۴ء کا دور بھی آیا لیکن اس وقت بھی درخواستیں یہ نہیں آئیں کہ ہمارا سب کچھ لٹ گیا ہے اس لیے چندہ معاف کر دیا جائے اس وقت بھی یہی خطوط آتے تھے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا کرے کہ ہم اس حال میں بھی اپنا کوئی وعدہ واپس نہ لیں - سارے وعدے پورے کریں - صرف دعا کی درخواست کرتے تھے اور کچھ نہ مانگتے تھے - ایک اور موقع پر جب سیالکوٹ کا ایک گاؤں پورا اجڑ گیا اور ختم ہی ہو گیا اس وقت عارضی ہجرت کے دوران اس گاؤں کے دفتر کا خط دفتر وقفِ جدید میں آیا کہ چاہے ہمیں مزدوری کرنی پڑے محنت کرنی پڑے ہم وقفِ جدید کا چندہ ضرور دیں گے اور سال ختم ہونے سے پہلے یہ خوشخبری دی کہ پائی پائی ادا کر دی ہے -

حضور نے فرمایا اس لیے خدا کے فضلوں پر کوئی خزاں نہیں آتی - خدا کا مالی نظام دنیا کے مالی نظاموں سے اسی لحاظ سے ممتاز اور منفرد ہوتا ہے -

حضرت اقدس نے اسی لیے فرمایا ہے

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
کھلے ہیں پھول میرے بوستاں میں

یہ ایسے پھول ہیں جو سارے جہان کو زینت بخشتے ہیں - اور اللہ کے فضل سے اس بوستان پر کبھی خزاں نہیں آتی -

حضور نے فرمایا اس خوشی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کا مالی اعانت کا ایک خاص وعدہ تھا آپ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پیار کے رنگ میں فرمایا تھا کہ میں تینوں اپنا ں دیاں گا کہ تو ں رج جائیں گا -

حضور نے فرمایا جو رج جائے اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کا پس خوردہ بچ جایا کرتا ہے - چنانچہ میں نے منصبِ خلافت پر آنے کے بعد دیکھا کہ جو کام ابھی مکمل ہونے ہیں ان کے لیے حضور رحمہ اللہ کے دور کا بڑا روپیہ ابھی بچا پڑا ہے - کوئی کمی نہیں ہے - روپے کی اور انشاء اللہ آئندہ بھی نہیں ہوگی - حضور نے فرمایا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک جاری رہے خلیفہ بدلنے سے خلافت تو نہیں بدل جاتی، کام تو نہیں بدلتے، دنیا کی مزدوریں تو نہیں بدلتیں، اس لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی عطا بھی بڑھائے اور ہماری بھوک بھی بڑھائے، ہمارے مانگنے کا ظرف بھی بڑھائے - اور ہماری مانگ اور اللہ کی عطا میں خود خدا تعالیٰ کی عطا کردہ ایک دوڑ شروع ہو جائے اور خدا کرے کہ اس دوڑ میں ہماری مانگ کبھی آگے نہ نکلے - دعا کرو کہ جب بھی ہماری مانگ اللہ کی عطا کے قریب پہنچنے لگے تو اللہ اپنے فضل سے اپنی عطا کو اور بڑھا دے تاکہ عطا ہمیشہ آگے رہے اور کوئی بھوک اسے نہ پکڑ سکے - حضور نے فرمایا یہ بھی دعا کریں کہ ہمیں بہترین خرچ

باقی صفحہ پر

رجسٹریشن نمبر ایل: ۵۲۵۴ ، پبلشر: مسعود احمد ، پرنٹر: سید عبد الحی ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ، مقامِ اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دار الرحمت غربی ربوہ ، قیمت: ۵۵ پیسے

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ
۱۲ وفا ۱۳۶۱ ھش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ کے حصول اور اس میں ترقی کی اصل راہ

ہم قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی رو سے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں کہ تقویٰ اور اطاعت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ امام وقت کی اطاعت کا حق ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ متبعین تقویٰ کے وصف سے متصف نہ ہوں۔ اسی طرح کوئی شخص بظاہر کتنا ہی نمازی پرہیزگار اور متقی کیوں نہ ہو اگر وہ امام وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد اس کی اطاعت سے گریزاں اور سرکشی و خودسری کا خوگر ہے تو وہ ہرگز بھی متقی نہیں ہے۔ تقویٰ کا لازمی نتیجہ اطاعت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسی طرح کامل اطاعت، مطیع کے متقی ہونے پر دال ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر نبی نے ایک ساتھ دو باتوں کی ضرور تلقین کی ایک تقویٰ کی اور دوسرے اطاعت کی جیسا کہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ کی بار بار آنے اور دہرائی جانے والی قرآنی آیت سے ظاہر ہے اور اسی لئے انہی دو باتوں کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو وصیت کے طور پر تلقین فرمائی جیسا کہ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَ السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ کی حدیث سے عیاں ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفضل ۸ جولائی ۱۹۸۲ء صفحہ ۲)

تقویٰ اور اطاعت کے لازم و ملزوم ہونے کی وجہ سے باریک در باریک رگ گناہ سے بچ کر اور نیکی کی باریک راہوں پر چل کر مومنوں کے تقویٰ اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اطاعت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور اسی طرح جب مومن امام وقت کی کامل اطاعت کو اپنا شعار بناتے ہیں اور اس سے سرمو انحراف اختیار نہیں کرتے تو اس کے نتیجہ میں وہ تقویٰ میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ امام وقت جو حکم بھی انہیں دیتا ہے وہ تقویٰ کی روح سے مملو ہو کر دیتا ہے۔ اور اسی لئے دیتا ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ اور امام وقت کی اطاعت کو لازم پکڑ کر تقویٰ کی راہ پر گامزن رہیں اور اس میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز امام وقت اور افرادِ جماعت کے باہمی تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ہے:۔

"خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا۔ احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ گویہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔

پس ہماری دعا ہونی چاہیئے۔ آپ کی میرے لئے اور میری آپ کے لئے۔ آپ اپنے رب کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ نصیب فرمائے، ایسا تقویٰ جو اس کی نظر میں قبولیت اور اس کی درگاہ میں مقبولیت کے قابل ہو۔ اور میری ہمیشہ یہ دعا رہے گی کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرمائے کیونکہ بحیثیت آپ کے امام کے اور بحیثیت خلیفۃ المسیح کے مجھے جتنی زیادہ متقیوں کی جماعت نصیب ہوگی اتنی ہی زیادہ ہم اسلام کی عظیم الشان خدمت کر سکیں گے، احمدیت کو اتنی ہی قوت نصیب ہوگی۔ اتنی ہی زیادہ احمدیت کو عظمت نصیب ہوگی۔"

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۸۲ء مطبوعہ الفضل ۵ جولائی ۱۹۸۲ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے۔ وہ اسی کو اس منصب جلیل پر فائز کرتا ہے جو پہلے سے تقویٰ کے بہت اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے۔ پھر اُسے عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے تقویٰ کے میدانوں میں بھی ترقیات عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ اُس کے حق میں تقویٰ کی دعا فی الاصل اپنے ہی حق میں دعا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے ہمارے حق میں بھی پورا کرتا چلا جاتا ہے۔ ہاں ہمیں دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو عملی لحاظ سے اس قابل بنانا چاہیئے کہ ہم خلیفۂ وقت کی مقبول دعاؤں کے مورد بن سکیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر قسم کی خود رائی، خود نمائی۔ خود سری اور سرکشی سے بکلی مجتنب رہتے ہوئے اطاعتِ امام کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ اس کا ہمیں دُہرا فائدہ ہوگا۔ ایک تو ہم اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر اپنے متقی ہونے کا ثبوت دے رہے ہوں گے دوسرے ہم اسی طرح اپنے آپ کو امام وقت کی مقبول دعاؤں کا مورد بنا کر تقویٰ اللہ میں مسلسل ترقی کرتے چلے جائیں گے اور اس کے نتیجہ میں احمدیت کو دُنیا میں عظمت اور ترقی ملتی چلی جائے گی۔

اس میں شک نہیں اصل اور بنیادی چیز تقویٰ ہے لیکن تقویٰ متحقق ہوتا ہے اطاعت امام کے نتیجہ میں اور اطاعت ہی کے نتیجہ میں تقویٰ میں مسلسل ترقی نصیب ہوتی ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم دعاؤں کے ساتھ ساتھ اطاعت کو لازم پکڑیں کیونکہ حصول تقویٰ اور تقویٰ میں ترقی کا راز اطاعت میں ہی مضمر ہے اور اسی طرح سرکشی و خودسری اور خود رائی و خود نمائی سے بڑھ کر تقویٰ کا اور کوئی دشمن نہیں۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس نے فرمایا ہے ؎

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
بدتر نہ ہو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑ دو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

خدائے محسن و منّان کی عطا طاہر

خدائے محسن و منّان کی عطا طاہر ؛ خدا کے فضل کی احسان کی ردا۔ طاہر
جنابِ فضلِ عمر کا ذہین لختِ جگر ؛ ہمارے حضرتِ اقدس کا نافلہ۔ طاہر
خدا کی قدرتِ ثانی کا مظہرِ ثالث ؛ ہوا جو داخلِ فردوس۔ آگیا۔ طاہر
زہے شرف کہ ہم وابستگانِ دامن کا ؛ بنایا تجھ کو خدا نے ہے مقتدا۔ طاہر
خدا کی قدرتِ ثانی کا مظہرِ رابع ؛ خدا کے فضلوں کا حقدار برملا۔ طاہر
خدا کی نصرت و تائید کے جلو میں رہے ؛ ہو تیرے سر پہ سدا سایۂ خدا۔ طاہر
قدم قدم پہ فرشتے ترے رفیق رہیں ؛ بنائے دُنیا تجھے اپنا رہنما۔ طاہر
خدا وہ دین کی خدمت کا کام لے تجھ سے ؛ کہ تجھکو دیکھے بصد ناز میرزا۔ طاہر
ملا ہے تجھکو وراثت میں عشقِ دینِ نبیؐ ؛ ترے خمیر میں ہے دین سے وفا۔ طاہر
قیامِ شرعِ نبیؐ اور دینِ حق کے لیے ؛ ہے ہم نے ہاتھ ترے ہاتھ میں دیا۔ طاہر
ہر ایک بزم میں چرچا ہو احمدیت کا ؛ چراغ رشد و ہدایت کا وہ جلا۔ طاہر
ترے حضور بھی عہدِ وفا پہ قائم ہیں ؛ بہ عزمِ خاص۔ بہ صد فخر۔ میرزا طاہر
ہر ایک حکم پہ تیرے سرِ نیاز ہے خم ؛ ہماری ذات میں پلٹے گا تو وفا۔ طاہر
یہ تیرا بندۂ بے دام۔ میرزا محمود ؛ خدا کے واسطے۔ اس کیلئے دعا۔ طاہر

رہے گا جانبِ منزل رواں دواں یہ یقیں
کہ ہے سفینۂ ملت کا ناخدا۔ طاہر

(مرزا محمود احمد۔ دارالصدر غربی ربوہ)

فریضہ زکوٰۃ اور ماہ رمضان المبارک

ادائیگی زکوٰۃ کے لئے اگرچہ کسی خاص مہینے کی تخصیص نہیں ہے۔ جس مال کو جمع ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ تاہم بعض دوست ثواب و برکت کے حصول کے لئے رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی ادائیگی فرماتے ہیں۔

ایسے مخلص اور ایثار پیشہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ رمضان المبارک اپنے تمام تر فیوض و برکات کے ساتھ شروع ہو چکا ہے لہٰذا وہ اپنی زکوٰۃ کی جلد ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں شب و روز برکت پیدا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا تمام الہامی کتب رمضان میں نازل ہوئیں؟

ایک حدیث میں یہ ذکر ہے کہ تمام الہامی کتب رمضان المبارک کے مہینے میں نازل ہوئیں۔ اس حدیث پر حضرت سیدنا مصلح موعود نے تفسیر کبیر میں نہایت عمدہ بحث فرمائی ہے۔ قارئین کے استفادہ کے لیے یہ اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔

"..... مسند احمد حنبل میں ابن الاشقع سے روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اُنْزِلَتْ صُحُفُ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ اَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَاُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَضَيْنَ مِنْ رَّمَضَانَ وَالْاِنْجِيْلُ لِثَلَاثَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ رَّمَضَانَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ لِاَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ خَلَتْ مِنْ رَّمَضَانَ۔

یعنی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کے صحیفے تو رمضان کی پہلی رات میں اُترے تھے اور موسیٰؑ کی کتاب تورات رمضان کے چھ دن گزرنے کے بعد یعنی ساتویں تاریخ کو اور انجیل تیرھویں کے گزرنے پر یعنی چودھویں رمضان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم رمضان کی چوبیس راتیں گزرنے پر نازل کیا۔ بعض لوگوں نے اس سے مراد چھٹی تیرھویں اور چوبیسویں راتیں لی ہیں مگر میرے نزدیک چونکہ گزرنے کے بعد کے الفاظ میں اس لیے ساتویں، چودھویں اور پچیسویں راتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ بہرحال روایت میں بتایا گیا ہے کہ نہ صرف قرآن کریم بلکہ پہلی کتب بھی رمضان کی خاص خاص راتوں میں اُتری تھیں ایک روایت جابر بن عبداللہ سے ابن مردویہ میں بھی مروی ہے اس میں یہ زائد بات بھی بیان ہے کہ زبور رمضان کی بارہ تاریخوں کے گزرنے پر نازل ہوئی اور انجیل کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اٹھارہ دن گزرنے پر نازل ہوئی۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ (۱) قرآن کریم ہی نہیں دوسری کتب بھی رمضان میں اُتری ہیں۔ (۲) ان کے نزول میں ایک ترتیب مدنظر رکھی گئی ہے پہلے شروع رمضان میں کتاب اُتری پھر ہفتہ بعد پھر ہفتہ بعد پھر کچھ دنوں بعد آخری چوبیسویں یا پچیسویں کو قرآن کریم نازل ہوا۔ اگر ان احادیث کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو ان کا مفہوم قرآن کریم، عقل اور نقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے خلاف اس لیے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (بقرہ ع ۲۳)

یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن کریم اُترا ہے۔ اگر پہلے انبیاء کا کلام بھی رمضان میں ہی اُترا تھا تو رمضان کی فضیلت اور بھی بڑھ جاتی اور چاہیے تھا کہ قرآن کریم فرماتا کہ رمضان کا مہینہ تو وہ ہے جس میں ہم نے سب کتب سماویہ اتاری ہیں لیکن قرآن کریم اُن کا ذکر تک نہیں کرتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی امر کا ذکر نہ کرنے سے اس کا انکار واجب نہیں آتا لیکن چونکہ ان معنوں کے رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ رمضان کے مہینہ کی فضیلت بتانی مقصود ہے اور پہلی کتب کا بھی رمضان میں اُترنا اس کی فضیلت کو بڑھا دیتا ہے اس لیے اس امر کا اس جگہ بیان کرنا نہایت ضروری تھا لیکن قرآن کریم نے یہاں اس بات کا ذکر نہیں کیا اور نہ کسی اور جگہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ حدیث درست ہے تو اس کے معنے ظاہری الفاظ کے مطابق نہیں ہیں۔

دوسرا اعتراض ان روایات پر عقلی طور پر پڑتا ہے اور وہ یہ کہ رمضان قرآن کریم کے نزول کی وجہ سے مبارک ہو گیا۔ یہ امر تو سمجھ میں آسکتا ہے لیکن یہ امر کہ جو کلام بھی اُترے وہ رمضان میں اترے اس کی کوئی وجہ عقل سے معلوم نہیں ہوتی۔ دوسرا عقلی اعتراض اس پر یہ پڑتا ہے کہ رمضان قمری مہینہ ہے اور اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے اگر ایک خاص وقت کو کلام الٰہی سے کوئی خاص تعلق ہو تو یہ امر بھی سمجھ میں آسکتا ہے لیکن جبکہ یہ مہینہ یہود میں رائج نہ تھا وہ یہ سمجھ بھی نہ سکتے تھے کہ ابراہیمؑ یا موسیٰؑ یا داؤدؑ یا مسیحؑ کے الہامات کب نازل ہوئے ہیں اور اگر کوئی خاص فائدہ اس نزول میں تھا تو اس سے نفع نہیں اٹھا سکتے تھے کیونکہ اُنہیں اس امر کا نہ علم تھا اور نہ علم ہو سکتا تھا پھر اس بات کی تعیین سے کیا فائدہ کہ کلام الٰہی ضرور رمضان میں اُترے۔ الٰہی فعل کسی حکمت سے خالی کس طرح ہو سکتا ہے؟

تیسرا عقلی اعتراض ان روایات پر یہ پڑتا ہے کہ ان میں حضرت ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ داؤدؑ اور عیسیٰؑ کا ذکر تو آتا ہے لیکن اور نبیوں کا ذکر نہیں آتا۔ روایات بتاتی ہیں کہ پہلی رمضان کو حضرت ابراہیمؑ پر کتاب اتری۔ ساتویں کو حضرت موسےٰؑ پر۔ بارہویں کو حضرت داؤدؑ پر اور اٹھارہویں کو حضرت مسیحؑ پر۔ اس سے ظاہر ہے پہلے نبی پر رمضان کی پہلی تاریخ میں۔ دوسرے نبی پر اس کے بعد کی تاریخ میں تیسرے نبی پر اس کے بعد کی تاریخ میں۔ چوتھے نبی پر اس کے بعد کی تاریخ میں کتاب نازل ہوئی گویا صرف رمضان میں کتاب کا اترنا ہی مقدر نہ کیا گیا تھا بلکہ رمضان کی تاریخوں کا بھی خاص خیال رکھا گیا تھا کہ جو نبی پہلے آئے اُس پر رمضان کی پہلی تاریخوں میں کلام اتارا جائے اور بعد میں آنیوالوں پر بعد میں اتارا جائے۔ اگر یہ بات ہے تو حضرت نوحؑ اور دیگر انبیاء جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں اُن پر کس ماہ اور کس تاریخ میں کلام اُترا۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ پر پہلی رمضان کو کلام اترا تھا پس حضرت نوحؑ کے لیے کوئی رات رمضان میں کلام اترنے کی باقی نہیں رہتی اگر تو آگے پیچھے کلام اُتر سکتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ اُن پر پہلی کے بعد کی کسی تاریخ میں کلام اُترا ہوگا۔ لیکن حدیث بتاتی ہے کہ تقدم زمانی کے مطابق رمضان کی تاریخوں میں کلام اتارا گیا ہے۔ پس حضرت نوحؑ چونکہ حضرت ابراہیم سے پہلے گزرے ہیں اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جس رات کو کلام اترا اس سے پہلے کسی رات میں ان پر کلام اترنا چاہیے تھا مگر پہلی رات سے پہلے تو اور کوئی رات ہوتی نہیں پس اگر رمضان ہی میں کلام اترنا چاہیے تو حضرت نوحؑ کے لیے کوئی جگہ انبیاء کی صف میں باقی نہیں رہتی۔

کہا جا سکتا ہے کہ اس جگہ شارع نبیوں کا ذکر ہے اور حضرت نوحؑ شارع نبی نہ تھے۔ مگر یہ جواب نقل و کلام الٰہی دونوں کے خلاف ہے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ داؤدؑ اور نہ حضرت عیسیٰؑ شریعت لانے والے تھے۔ ان کی کتب جیسی بھلی بُری بھی موجود ہیں اُن میں دیکھ لو شریعت کا نام و نشان نہیں۔ حضرت داؤدؑ کی زبور میں تو صرف عشق الٰہی کا اظہار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں ہیں اور کچھ اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے دعائیں ہیں۔ شریعت سے ان کا دور کا واسطہ بھی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کا بھی یہی حال ہے اس میں صرف حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے حالات ہیں اور کچھ معجزات کا ذکر ہے باقی اس امر پر زور ہے کہ موسیٰؑ کی شریعت پر عمل کرو۔ اگر داؤدؑ کوئی نئی شریعت لائے تھے یا حضرت عیسیٰؑ کوئی نئی شریعت لائے تھے تو موسیٰ کی کتاب کو منسوخ قرار دینا پڑیگا۔ اس صورت میں اگر عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نہ تھے تو انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ داؤدؑ کی کتاب پر عمل کرو اور اگر وہ صاحب شریعت تھے تو انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ میری شریعت پر عمل کرو مگر انجیل تو شریعت سے اس قدر خالی تھی اور ہے کہ یہود کے اعتراض سے بچنے کے لیے حضرت مسیحؑ کے حواریوں کو یہ اعلان کئے بغیر چارہ نہ ہوا کہ شریعت لعنت ہے کیونکہ اگر وہ اسے رحمت قرار دیتے تو یہود کے اس سوال کا کیا جواب دیتے کہ مسیحؑ کی شریعت کہاں ہے کیونکہ وہ نصاریٰ کے زعم میں پہلے نبیوں سے بڑا تھا اور اس وجہ سے اُسے دوسروں کی شریعت کا ناسخ بھی ہونا چاہیے تھا۔

قرآن کریم کے رُو سے اس دعویٰ پر یہ اعتراض آتا ہے کہ قرآن کریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی نسبت فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (بقرہ ع ۱۱ آیت ۸۹)

یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اُس کے پیچھے اور رسول اُس کی پیروی کرنے والے بھیجتے رہے آخر میں عیسیٰ بن مریم آئے انہیں بھی کوئی شریعت کی کتاب نہیں ملی صرف نشانات اور تائید روح القدس انہیں حاصل تھی۔

اس آیت اور اس مضمون کی دوسری آیات کے ہوتے ہوئے اور خود ان نبیوں کی کتابوں کو دیکھتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس روایت میں صرف صاحب کتاب نبیوں کا ذکر ہے۔ اس وجہ سے حضرت نوحؑ کا ذکر نہیں۔

قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی اس مفہوم کو رد کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی نسبت فرماتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ۔ (صافات ع ۳ آیت ۸۴)

نوح ہی کی جماعت میں سے ابراہیم بھی تھا۔

یعنی حضرت ابراہیمؑ شارع نبی نہ تھے حضرت نوحؑ تھے اور حضرت ابراہیم اُن کی شریعت کے اسی طرح تابع تھے جس طرح اسرائیلی نبی حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے تابع تھے۔ اس حقیقت پر آگاہ ہو کر کوئی شخص کس طرح کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم کا ذکر اس لیے آیا ہے کہ وہ شارع نبی تھے اور حضرت نوح کا اس لیے ذکر نہیں آیا کہ وہ شارع نبی نہ تھے۔

علاوہ ازیں یہ اعتراض بھی اسی توجیہ پر پڑتا ہے کہ اس حدیث میں جس قدر نبیوں کا ذکر ہے وہ اسرائیلی ہیں یہ سوچنے والی بات ہے کہ اسرائیلی نبیوں کا خاص طور پر رمضان سے کیا تعلق تھا۔ بظاہر کوئی نہیں اور اگر اسرائیلی نبیوں کو رمضان سے کوئی خصوصیت نہ تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے رو سے تو اور اقوام میں بھی نبی گزرے ہیں پھر رمضان میں کون سی جگہ ہوگی؟ حضرت ابراہیم سے پہلے نبی تو حضرت نوحؑ کی طرح اس لیے محروم ہو جائیں گے کہ حضرت ابراہیمؑ پر پہلی رمضان کو کلام نازل ہوا تھا اس سے پہلے رمضان کی اور کوئی تاریخ نہیں اور بعد کے اس لیے کہ نبی تو کثیر تعداد میں ہوئے ہیں اور رمضان کے دن صرف تیس ہیں بلکہ انتیس۔ کیونکہ چوبیسویں یا پچیسویں کو قرآن کریم نازل ہوا تو باقی نبیوں کو اس تاریخ سے پہلے کی کوئی تاریخ ملنی چاہیے۔

غرض اگر اس روایت کے معنے ظاہری الفاظ کے مطابق لیے جائیں تو عقلاً بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے معنے قابلِ قبول نہیں ہیں

اب میں نقل کو لیتا ہوں - اس روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سب کتب ایک ہی تاریخ میں یکدم نازل ہوئی ہیں - یہ امر دونوں سروں سے باطل ہوتا ہے - آخری نقطہ اس روایت کا قرآن کریم ہے قرآن کریم کی نسبت واضح طور پر معلوم ہے کہ یہ ایک دن میں نازل نہیں ہوا بلکہ تیئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے حتیٰ کہ کفار نے اعتراض کیا کہ -

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً - كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا - (فرقان ع ۴)

یعنی کفار کہتے ہیں کہ قرآن اس پر یکدم کیوں نازل نہ ہوا - جو اعتراض وہ کرتے ہیں درست ہے واقعہ میں وہ یکدم نازل نہیں ہوا لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم آہستہ آہستہ اتار کر تیرے دل کو مضبوط کرنا چاہتے تھے (تا پہلے حصہ کی پیشگوئیاں پوری ہو کر دوسرے حصہ میں اس کی طرف اشارہ ہو اور ایمان کی تقویت کی ایک دائمی بنیاد رکھدی جائے) اور ہم نے اس کی ترتیب نہایت اعلیٰ درجہ کی بنائی ہے یعنی نزول قرآن اس رنگ میں ہوا ہے کہ موجودہ وقت کے مومنوں کے ذہن نشین قرآن ہو جائے اور موجودہ وقت کے کافروں کے لیے بہترین طریقہ تبلیغ کا پیدا ہو اور بعد کی دائمی ترتیب ہم نے اور طرح رکھی ہے تا کہ وہ بعد میں آنے والوں کی ضرورت کے مطابق ہو غرض نزول و ترتیب قرآن نہایت اہم حکمتوں پر مبنی ہے اور اس وجہ سے اس کا ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اترنا نہایت اہم حکمتوں پر مبنی تھا اب اس آیت کی موجودگی اور تاریخ کی گواہی کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ سارا قرآن ایک رات میں اتر آیا تھا۔

پہلے نبیوں کے متعلق بھی یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ ایک رات میں ان پر کلام اترا تھا حضرت ابراہیمؑ کی تاریخ تو ہمارے سامنے نہیں اس لیے ان کے بارہ میں تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے حضرت موسیٰؑ داؤدؑ اور حضرت مسیحؑ کی تاریخ تو ہمارے سامنے ہے ان کی کتب کو دیکھ کر کوئی شخص شبہ بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک وقت میں نازل ہوئی تھیں حضرت موسیٰؑ کی کتب چالیس پچاس سال میں جا کر مدون ہوئی ہیں - ان میں راستوں سفروں، مقاموں اور لڑائیوں کا بالترتیب ذکر ہے - حتیٰ کہ یہ بھی ذکر ہے کہ کس طرح موسیٰؑ نے اپنی قوم کی تنظیم کی اور کس طرح وہ جوانی سے ادھیڑ عمر کے ہوئے اور کس طرح بوڑھے ہوئے اور کھڑے ہو کر کام کرنے کے ناقابل ہو گئے - کیا اس مضمون کو ایک رات کا اترا ہوا مضمون کہا جا سکتا ہے؟ بالکل اسی طرح اناجیل کا مضمون ہے اس میں بھی حضرت عیسیٰؑ کے دوروں، لیکچروں، نشانوں، خدا کی ہدایتوں کا ترتیب وار ذکر ہے اور کوئی شخص انہیں ایک دن کی اتری ہوئی کتاب نہیں کہہ سکتا - حضرت داؤدؑ کی زبور بھی اسی طرح ہے کہیں اس میں دشمن فوج کے نرغہ میں گھر جانے کا ذکر ہے اور پھر اس نجات پانے کا کبھی بیمار پڑ جانے کا اور پھر اس سے صحت پانیکا - کبھی دشمنوں کی شرارتوں کا ذکر آتا ہے اور پھر ان کے غم سے نجات پانیکا - غرض داؤد کی زبور اسکی زندگی کے اتار چڑھاؤ کی ایک تاریخ ہے اور اسکی زندگی کے حالات اس سے منعکس ہوتے ہیں پھر اسے ایک دن کا کلام کس طرح کہا جا سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ نبی کی زندگی اس کے کلام سے الگ نہیں کی جا سکتی - بغیر ایک نبی کی زندگی کے حالات معلوم ہونے کے اہم اسکی تعلیم کو بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے - نبی اپنے الہام کے لیے بمنزلہ آئینہ کے ہے اور اس کا الہام اس کی زندگی کے لیے بطور ایک آئینہ ہے یہ دونوں ایک دوسرے کو روشن کرتے ہیں اور اس دوہری روشنی ہی سے دنیا ہدایت پاتی ہے اس لیے ہر نبی کا کلام اسکی زندگی کے مختلف حالات پر روشنی ڈالتا ہوا ایک لمبے عرصہ میں ختم ہوتا ہے ایک طرف وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے تازہ ظہور پر روشنی ڈالتا ہے - دوسری طرف اس کی حالت جو اس کے دشمنوں کی نسبت سے ہوتی ہے اس کے تغیرات پر روشنی ڈال کر خدا تعالیٰ کے تائید اور نصرت کا ثبوت پیش کرتا ہے - تیسری طرف وہ ان مختلف حالات میں نبی کے ایمان اور اس کے یقین کے مختلف اظہاروں کو پیش کر کے اس کی دیانتداری، اس کے ایثار اور اس کے روحانی کمالات کو پیش کرتا ہے - اگر شروع میں ہی ایک ہی رات میں کلام نازل ہو جائے تو اس میں یہ باتیں کب جمع ہو سکتی ہیں اور اگر یہ باتیں کسی کلام میں جمع نہ ہوں تو وہ دنیا کی ہدایت اور رشد کا سامان پیدا ہی کب کر سکتا ہے پس ضروری ہے کہ سب نبیوں پر آہستہ آہستہ کلام نازل ہو جس میں اس تمام روحانی رفعت کی جھلک ملتی ہو - جو وہ نبی اپنے نبوت کے راستہ پر چلتے ہوئے حاصل کرتا گیا - تا دنیا کے سامنے اس کی ابتداء بھی ہو اور درمیانی زمانہ بھی اور اس کی انتہاء بھی -

یہ خیال کہ پہلے سب نبیوں پر یکدم کلام الٰہی نازل ہوا تھا - سورۂ فرقان کی آیت

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً -

سے پیدا ہوا ہے - مسلمان مفسروں نے اس سے یہ استدلال کیا کہ شاید سب نبیوں پر پہلے جُمْلَةً وَّاحِدَةً کلام نازل ہوتا تھا - جبھی دشمنوں نے یہ اعتراض کیا - حالانکہ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ قرآن کریم میں یہ اعتراض کفار مکہ کی طرف سے نقل کیا گیا ہے اور کفار مکہ تو کسی کتاب کے قائل ہی نہ تھے کجا یہ کہ وہ اس بات کے قائل ہوں کہ سب پہلے کلام الٰہی یکدم نازل ہوئے تھے اگر یہود و نصاریٰ کی طرف سے یہ اعتراض نقل کیا جاتا تب تو یہ شبہ پیدا بھی ہو سکتا تھا لیکن انہوں نے یہ اعتراض نہیں کیا اس لیے اس اعتراض کی وجہ سے یہ قیاس کرنا کہ پہلے چونکہ یکدم کلام نازل ہوتا تھا - اس لیے قرآن مجید پر اعتراض کیا گیا کہ کیوں یہ ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا بالکل درست نہیں اور قیاس مع الفارق ہے کفار مکہ کے اعتراض کا یہ باعث نہ تھا کہ پہلے نبیوں پر تو ایک دن ہی سب کلام نازل ہو جاتا تھا اور آپ پر آہستہ آہستہ کلام اتر رہا ہے کیونکہ وہ تو نہ نبوت کے قائل تھے نہ کلام الٰہی کے - ان کے اعتراض کی بناء تو محض عقلی تھی - وہ سمجھتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ نے کلام نازل کیا ہوتا تو یکدم کر دیتا کیونکہ وہ عالم الغیب ہے - کلام کے آہستہ آہستہ نازل ہونے کے تو یہ معنے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - (نعوذ باللہ من ذالک) نئے اور بدلتے والے حالات کے مطابق اور نئی ضرورتوں کے پیش آنے پر ایک نیا کلام بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں چونکہ ان کے اعتراض کی بنیاد عقلی تھی - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ پہلے نبیوں پر کلام اکٹھا نازل ہو جاتا اور فرض کرو کہ کفار مکہ ایسا کہتے بھی تھے تو کیا انکے خیال کو ہم کوئی بھی اہمیت اور قیمت دے سکتے ہیں - کیا وہ علوم آسمانی کے ماہر تھے یا مذہبی تاریخ کا علم ان کو حاصل تھا کہ ہم ان کے اعتراض کو تاریخ مذہب کے لیے کوئی قیمت دیں؟

اس غلطی کے پیدا ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت آتا ہے کہ انہیں چالیس راتوں کے وعدہ میں الواح ملی تھیں - مسلمان مفسرین چونکہ اسرائیلی کتب سے واقف نہ تھے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ الواح اور رات ایک شئے ہیں - حالانکہ الواح صرف دس احکام کا نام ہے اور تورات ان احکام سے سینکڑوں گنے زیادہ امور پر مشتمل ہے - قرآن کریم میں کسی جگہ بھی یہ ذکر نہیں کہ طور پر موسیٰؑ کی مکمل تورات ملی تھی - صرف الواح کا ذکر آتا ہے اور تورات بھی اسی کی مصدق ہے - سو اول تو طور پر جو کچھ نازل ہوا یکدم نازل نہیں ہوا چالیس راتوں میں نازل ہوا دوسرے وہاں جو کچھ نازل ہوا اس اندازہ کے مطابق وحی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کئی راتوں میں ہوتی ہے کئی کئی رکوع کا ٹکڑا آپ پر یکدم نازل ہو جایا کرتا تھا چنانچہ سورۃ یوسف کی نسبت آتا ہے کہ ساری سورۃ ایک ہی وقت میں نازل ہوئی تھی - حضرت موسیٰؑ پر جو کلام طور پہاڑ پر چالیس دن میں نازل ہوا اس سے تو سورت یوسف یقیناً بڑی ہے - حضرت موسیٰ کی وحی کے علاوہ دوسرے نبیوں کی وحی کی نسبت تو کوئی قوی یا ضعیف روایت بھی نہیں جس سے معلوم ہو کہ پہلے نبیوں پر کلام الٰہی یکدم نازل ہو جاتا تھا - اور اگر ایسا لکھا بھی ہوتا تو ہم اسے خلاف عقل کہہ کر رد کر دیتے کیونکہ کلام الٰہی تو نبی اور خدا کے تعلق کو روشن کرتا رہتا ہے - کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ کسی نبی پر ایک رات میں سب کلام نازل کر کے خدا تعالیٰ خاموش ہو جائے گا کلام الٰہی تو الٰہی تعلق پر شہادت ہوتا ہے کیا اس شہادت کے پیدا ہو جانے سے نبی کی قلبی کیفیت اطمینان والی رہ سکتی ہے؟ کیا وہ اس محبوب اور محبوب سے دور زندگی کو راحت سے گزار سکتا ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چند دن کے وحی کے وقفہ سے کیا حال ہوا تھا - اگر ایک دن کلام کر کے خدا تعالیٰ دوسرے نبیوں سے بقیہ ساری عمر خاموش رہتا تو میں سمجھتا ہوں دشمن تو ان کو مارنے میں ناکام رہتے لیکن یہ خدائی فعل انکو مارنے میں ضرور کامیاب ہو جاتا -

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی آیت

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

کا یا دوسری آیات جو اوپر لکھی گئی ہیں ان کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ قرآن کسی ایک رات میں سب کا سب اتار دیا گیا تھا یا یہ کہ الٰہی کلام اکٹھا اترا کرتا ہے - کلام الٰہی کسی نبی پر یکدم نہیں اترا بلکہ آہستہ آہستہ نبوت کے زمانہ سے اس کی موت تک اترتا رہتا ہے تا نبی کے دل کو بھی زیادہ سے زیادہ روشنی ملتی جائے اور اس کے اتباع کا نور ایمان بھی بڑھتا رہے اور اس کے منکروں پر بھی نئی حجت تمام ہوتی رہے -

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اکٹھا کلام نازل نہیں ہوتا تو پھر کیا احادیث مذکور بالا کا یہ دعویٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اجمالاً اور پہلے انبیاء پر تفصیلاً کلام الٰہی رمضان کی مختلف راتوں میں نازل ہوا درست نہیں - اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ احادیث صحاح ستہ کی نہیں - مسند احمد بن حنبل سعید بن جبیر اور ابن مردویہ کی ہیں اور ان کو وہ درجہ نہیں دیا جا سکتا جو بخاری مسلم کی احادیث کو دیا جا سکتا ہے - مسند احمد بن حنبل بیشک ایک مستند کتاب ہے لیکن اس کے متعلق یہ امر محقق ہے کہ اس کی روایات مختلف قسم کی ہیں اور ان راویوں کی وجہ سے جو امام احمد بن حنبل کے بعد اس کی کتاب کو نقل کرتے رہے اس میں ایسی بہت سی روایات شامل ہو گئی ہیں جو خود امام احمد بن حنبل کی بتائی ہوئی نہیں ہیں - اور بعض ایسی بھی ہیں جنکو امام احمد بن حنبل نے خود مستند قرار نہیں دیا - لیکن اگر امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ حدیث مستند بھی ہو تب بھی حدیث قرآن کریم کے مقام پر رکھی نہیں جا سکتی - جو حدیث قرآن کریم، واقعات یا عقل کے خلاف ہو بہرحال یا اسے غلط قرار دینا پڑے گا یا پھر اس کے معنے مجاز کے اصول پر کرنے ہوں گے - چونکہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ ان احادیث کے ظاہری معنے قرآن کریم، کتب سابقہ اور عقل کے خلاف ہیں اس لیے لازماً یا تو ان احادیث کو غلط کہنا ہو گا یا ان کے معنے مجاز و استعارہ کے اصول پر کرنے پڑیں گے -

اب میں دیکھتا ہوں کہ کیا مجاز و استعارہ کے رو سے ان احادیث کے کوئی معنے ہو سکتے ہیں؟ میرے نزدیک ایک بات ان روایتوں میں ایسی ہے جو ہماری توجہ کو مجاز و استعارہ کی طرف پھیرتی ہے اور وہ یہ کہ باوجود اس کے کہ نوح علیہ السلام کو قرآن کریم نے ایک بہت بڑا نبی قرار دیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو ان کا تابع نبی قرار دیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے ہر قوم میں نبی ہونے کی خبر دی ہے اس روایت میں حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت مسیحؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور پھر باوجود اس کے کہ مسلمانوں میں عام طور پر گو غلط طور پر یہ عقیدہ مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار کتابیں اتاری ہیں اور درحقیقت نہ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف چار کتابیں اتاری ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ ان چار کتابوں میں سے داؤدؑ اور حضرت مسیحؑ کی کتب شریعت کی کتب ہیں۔ یقیناً چار سے بہت زیادہ کتب مختلف اقوام کی ہدایت کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ اور ان بہت سی کتب میں زبور اور انجیل شامل نہیں کیونکہ یہ شریعت کی کتب نہیں ہیں۔ محض اصلاحی اور روحانی ترقی کے متعلق الہامات پر مشتمل ہیں یا چند پیشگوئیاں ان میں مذکور ہیں) ان روایتوں میں پانچ کتابوں کا ذکر معلوم ہوتا ہے کہ غلط اور عام عقیدہ سے متاثر ہوئے بغیر یہ روایات نقل کی گئی ہیں اس لیے غالب احتمال یہ ہے کہ یہ احادیث درست ہیں ہاں ظاہر معنوں میں نہیں ہیں بلکہ مجاز و استعارہ کا استعمال ان میں کیا گیا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت داؤدؑ حضرت مسیحؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمی خاندان کے درخشندہ ستارے ہیں اور گو ابراہیم موسوی سلسلہ سے پہلے اور حضرت نوحؑ کے تابع نبیوں میں سے تھے۔ موسیٰؑ، داؤدؑ، اور مسیحؑ اسرائیلی سلسلہ کے نبی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمدی سلسلہ کے بانی تھے اور نبوت کے سلسلہ کے لحاظ سے یہ پانچوں نبی تین مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ پس ہو سکتا ہے کہ اس آیت (حدیث) میں کلام الٰہی کے سلسلہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ ابراہیمی خاندان کے لحاظ سے ایک حکمت بیان کی گئی ہو۔ اگر یہ درست ہے تو نہ حضرت نوحؑ کے ذکر کی اس حدیث میں ضرورت تھی اور نہ دوسری اقوام کے نبیوں کے ذکر کی ضرورت تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان پانچ نبیوں کو رمضان میں الہام ہوا خواہ جزاً خواہ کلاً۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ **میں اس خیال کو اوپر تفصیل سے رد کر آیا ہوں۔ پس رمضان سے رمضان کا مہینہ مراد نہیں بلکہ مجازاً سلسلہ الہام کا نام رمضان رکھ دیا گیا ہے۔**

رمضان رَمَضَ سے نکلا ہے اور رَمَضَ کے معنے عربی زبان میں شدید گرمی یا سورج کی شدید تپش کے ہوتے ہیں اور رَمَضَاء کے معنے اُس میدان کے ہوتے ہیں جو گرمی کے موسم میں سورج کی براہ راست شعاعوں کی وجہ سے تپ اٹھا ہو۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اَلْمُسْتَجِیْرُ بِعَمْرٍو عِنْدَ کُرْبَتِہٖ
کَالْمُسْتَجِیْرِ مِنَ الرَّمْضَاءِ بِالنَّارِ

یعنی عمرو (اس کا مخالف) سے مصیبت کے وقت مدد مانگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ شدید گرم میدان سے بچنے کے لیے کوئی آگ کی پناہ ڈھونڈے یعنی رَمَضَاء کی گرمی آگ کے قریب قریب ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب رمضان نام اس مہینہ کا رکھا گیا ہے اُس وقت یہ مہینہ سخت گرمی کے موسم میں آیا ہوگا۔ بہرحال رمضان کے روزے تو اسلام میں فرض ہوئے اور اس مہینہ کا نام رمضان بہت پہلے رکھا گیا ہے پس رکھنے والے نے یہ نام شدت گرما کی وجہ سے ہی رکھا ہوگا اور کلام الٰہی ہمیشہ اُسی وقت آتا ہے جبکہ دنیا میں گناہ اور فسق و فجور کی وجہ سے لوگ غضب الٰہی کی آگ میں جل رہے ہوتے ہیں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ **ابراہیمی نسل پر جو ابتدائی زمانہ روحانی گرمی کا آیا اس میں ابراہیم علیہ السلام پر کلام نازل ہوا اور جب دوسرا زمانہ روحانی تپش اور گرمی کا آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بھیجدیا اور جب تیسرا زمانہ آیا تو داؤد علیہ السلام کو بھیجدیا اور جب چوتھا زمانہ آیا تو حضرت مسیحؑ کو بھیجدیا اور جب پانچواں زمانہ آیا تو مجھے بھیجدیا۔ اس صورت میں یہ ایک نصیحت ہے اور زمانہ کے حالات سے** ایک سبق دیا گیا ہے اور اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ رمضان میں ان لوگوں پر کلام نازل ہوا سوائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کے بارہ میں قوی تاریخی شہادت ملتی ہے کہ آپ پر رمضان میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا تھا۔

ان مجازی معنوں کے رُو سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں متواتر تاریخوں میں نزول کلام کا ذکر نہیں بلکہ یوں ہے کہ پہلی رمضان کو ابراہیمؑ پر کلام نازل ہوا۔ چھٹی کو موسیٰؑ پر اور بارہویں کو داؤدؑ پر اور اٹھارہویں کو مسیحؑ پر اور چوبیسویں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو تاریخ سے ابراہیمی نسل کے انبیاء کا ظہور جن صدیوں میں معلوم ہوتا ہے یہ تاریخیں اُس سے ملتی ہیں حضرت ابراہیم ابراہیمی نسل کے انبیاء کے سب سے پہلے نبی تھے اس لیے لازماً کہنا ہوگا کہ اُن پر وحی ابراہیمی سلسلہ کی تاریخ کی پہلی صدی میں ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق اختلاف ہے مروجہ بائبل میں اسے ۴۲۰ سال کے قریب بتایا گیا ہے مگر بعض اسرائیلی روایتوں میں حضرت موسیٰؑ کا ظہور چھٹی صدی میں بھی بتایا گیا ہے اگر اسے درست سمجھا جائے تو موسیٰؑ پر چھٹی رمضان کو کلام نازل ہونا درست آتا ہے اس کے بعد داؤدؑ کا ذکر آتا ہے کہ اُن پر بارہویں رمضان کو کلام نازل ہوا۔ حضرت داؤدؑ کا وجود اس کڑی کے لحاظ سے خاص اہمیت نہیں رکھتا اصل اہم وجود اس کڑی میں حضرت ابراہیم حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہ ابراہیم باپ ہیں اور موسیٰ عیسیٰ ایک بیٹے کے سلسلہ کی کڑی ہیں۔ مسند احمد بن حنبل کی روایت میں کہ داؤدؑ کا ذکر بھی نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود دوسرے بیٹے کے سلسلہ کی کڑی ہیں بہرحال یہ جو دوسری روایت ہیں کہ داؤدؑ پر بارہویں تاریخ کو کلام نازل ہوا یہ مروجہ تاریخوں کے مطابق صحیح نہیں اور تاکیونکہ مروجہ تاریخوں میں حضرت داؤدؑ کا زمانہ حضرت ابراہیمؑ کے نو سو سال بعد ہوا ہے مگر پرانی تاریخوں کا کوئی ایسا اعتبار بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی غلطی ہو اور حضرت داؤدؑ گیارہ سو سال بعد بارہویں صدی میں ہی ہوئے ہوں۔ اس کے بعد حضرت مسیح کا ذکر آتا ہے بائبل کے رُو سے واقعہ صلیب حضرت ابراہیم کی بعثت کے ۱۹۲۰ سال بعد ہوا ہے اور اُن کی وفات کے لحاظ سے ۱۸۰۰ کچھ سال بعد۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ اٹھارہویں رمضان کے مطابق حضرت عیسیٰؑ پر کلام نازل ہوا۔ گویا ایک سو سے ڈیڑھ سو سال کا فرق ہے۔ مگر یہ فرق اس طرح نکل جاتا ہے کہ اسرائیلی تاریخ کی رُو سے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان کا فاصلہ تیرہ سو سال کا بھی ثابت ہے۔ اگر اس عرصہ کو تسلیم کیا جائے اور قرائن بھی یہی بتاتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد ہوئے ہیں (مگر اس جگہ اس مضمون پر بحث کا موقع نہیں) تو حضرت ابراہیم اور حضرت مسیحؑ کا فاصلہ اٹھارہ صد اور کچھ سال کا بن جاتا ہے اور حدیث کے بتائے ہوئے وقت کے عین مطابق حضرت مسیح کی بعثت بنتی ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بیسویں رمضان کو کلام نازل ہوا۔ حضرت عیسےٰ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا فاصلہ چھ سو آٹھ سال کا ہے۔ اٹھارہ سو کچھ سال میں ۶۰۸ سال جمع کریں تو چوبیس سو کچھ سال ہوتے ہیں گویا حضرت ابراہیمؑ کے بعد چوبیسویں صدی کے ختم ہونے پر اور پچیسویں صدی کے شروع میں آپ مبعوث ہوئے اور یہ زمانہ حدیث کے عین مطابق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں رمضان سے مراد وہ تاریک زمانے ہیں جو نسل ابراہیم پر آنے والے تھے اور دنوں سے مراد وہ صدیاں ہیں جن میں حدیث میں مذکور انبیاء کا ظہور ہوا۔ اور ان احادیث میں استعارہ کی زبان میں بات کی گئی ہے ظاہر مفہوم لینا ان کا نقل اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔

(تفسیر کبیر از حضرت المصلح الموعود جلد ششم جز چہارم حصہ دوم صفحہ ۲۹۹ تا صفحہ ۳۰۶)

افکار عالیہ

ادارہ الفضل سیدنا حضرت مصلح موعود کی کتب، تقاریر اور خطبات وغیرہ میں سے دلچسپ اور سبق آموز واقعات علیحدہ کر کے شائع کر رہا ہے۔ ان واقعات کے انتخاب کے لیے قارئین کرام سے شرکت کی استدعا ہے۔ (ادارہ)

اسلام کی خاطر ماریں کھانے کی لذت

"حضرت ابوذر غفاریؓ ..... جب ..... پہلے پہل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اس وقت تک بہت تھوڑے لوگ آپؐ پر ایمان لائے تھے۔ سولہ سترہ کے قریب آدمی تھے جو اسلام میں داخل تھے انہوں نے کسی مسلمان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو آپؐ پر ایمان لے آئے لیکن عرض کیا یا رسول اللہ! میرے قبیلہ کے لوگ چونکہ ابھی تک ایمان نہیں لائے اس لئے آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا ایمان اس وقت تک چھپائے رکھوں جب تک وہ ایمان نہیں لاتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ لیکن آپؓ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر باہر آئے تو دیکھا کہ ایک جگہ کفار کی مجلس لگی ہوئی ہے اور مکہ کے بڑے بڑے عمائد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اُن سے برداشت نہ ہو سکا انہوں نے زور سے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایسے شدید دشمنوں کے پاس جنہیں اپنی طاقت و قوت پر بھی بہت گھمنڈ تھا۔ جب انہوں نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا تو کفار کو جوش آگیا اور انہوں نے آپؓ کو اتنا مارا کہ آپؓ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عباسؓ کہیں پاس سے گزرے تو انہوں نے کفار سے کہا غفار قبیلہ سے تمہارے پاس غلہ آتا ہے اگر تم اسے نہ چھوڑو گے اور اس کی قوم نے اس کا ساتھ دیا تو تمہارے پاس غلہ آنا بند ہو جائے گا اور تم بھوکے مر جاؤ گے اس لئے بہتر ہے کہ اسے چھوڑ دو۔ آخر بڑی مشکلوں سے انہوں نے حضرت ابوذر کو ان کے ہاتھ سے چھڑایا وہ گھر گئے اور چند دن ٹکوریں کرتے رہے جب آرام آگیا تو باہر نکلے اور دیکھا کہ کفار کی پھر ایک مجلس لگی ہوئی تھی اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ انہیں پھر جوش آگیا اور وہ بلند آواز سے کہنے لگے

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ

انہوں نے پھر آپ کو مارا اور شدید طور پر زخمی کر دیا۔ وہ پھر گھر میں زخموں کا چند دن علاج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کے بعد جب باہر نکلے تو اُسی طرح ایک اور مجلس میں انہوں نے بلند آواز سے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور لوگوں نے پھر انہیں مارا۔ اب دیکھو یہ ایک لذت تھی جو انہیں آ رہی تھی اور جس کے نتیجہ میں وہ بار بار اپنے اسلام کا اظہار کرتے اور بار بار لوگوں سے مار کھاتے اور گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اپنے اسلام کو چھپائیں لیکن عمل کی لذت کی وجہ سے وہ اعلان کرنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے ماریں کھائیں"

(خطباتِ محمود جلد اوّل صہ ۱۸۵ تا ۱۸۶)

(مرسلہ :- مکرمہ گل نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم خالد صاحب لندن)

قرآن پاک پر ہمیشہ تدبّر کرو

حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت قرآن کا حربہ ہاتھ میں لو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی"

(اخبار الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اس کے حقائق و معارف کبھی ختم نہیں ہوں گے اس پر خلوصِ نیت سے تدبّر کرنے والے ہمیشہ روحانی موتیوں سے اپنی جھولیوں کو بھرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے آمین۔ (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ربوہ)

وقفِ جدید کی اہمیت

احمدی مستورات کی دینی ذمہ داریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء کے لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر احمدی مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر تمام احمدی بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں۔ تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وقفِ جدید کا بجٹ بچوں کے چند دن سے پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اور بچوں کے ذہنوں میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقفِ جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں جب تک خود آپ کے اپنے ذہن میں وقفِ جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو"۔

احمدی بہنیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے وقفِ جدید کے مالی جہاد میں پورے جوش و خروش کے ساتھ مالی قربانیاں پیش کریں اور اس طرح اپنے بچوں کے ذہنوں میں اس مبارک الٰہی تحریک کی اہمیت قائم کریں (ناظم مال وقفِ جدید ربوہ)

انعامی مقابلہ مضمون نویسی میں شرکت کی آخری تاریخ

"اطفال و ناصرات کے لیے "سیرت حضرت علیؓ" کے عنوان کے تحت مقابلہ مضمون نویسی کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی مقرر ہے۔ اطفال و ناصرات جلد از جلد اپنے مضامین مکمل کر کے مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔ (سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اعلان دارالقضاء

مکرمہ امۃ الباسط صاحبہ ۹/۱۷ محلہ دارالصدر شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم راجہ غلام حسین صاحب وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ ۹/۱۷ واقع محلہ دارالصدر ربوہ رقبہ ۲۵۸ - ۱۷ مرحوم کے نام الاٹ ہے۔ پلاٹ مذکور مرحوم کے پسران ظفر اقبال صاحب اور لقمان احمد صاحب کے نام منتقل کیے جانے پر نہ ہی مجھے اور نہ ہی مرحوم کی دختر راشدہ قدسیہ صاحبہ کو کوئی اعتراض ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ قطعہ ۹/۱۷ محلہ دارالصدر ربوہ لقمان احمد صاحب و ظفر اقبال صاحب کے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۳۰ اگست کو ہوگا

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدواران واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز ۳۰ ظہور ۱۳۶۱ ہش مطابق ۳۰ اگست ۱۹۸۲ء بروز سوموار ۸ بجے صبح دفتر تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔ لیکن داخلہ کے لئے درخواستیں ۲۰ جولائی تک دفتر وکالت دیوان تحریک جدید میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اس لئے امیدواران کو چاہیے کہ میٹرک کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ درخواستیں فوری طور پر مقامی جماعت کے صدر صاحب کی معرفت دفتر وکالت دیوان کو بھجوا دیں تا انٹرویو سے پہلے امیدواران کے وقف اور داخلہ کے بارہ میں ضروری کوائف مکمل کئے جا سکیں۔

اس سے قبل داخلہ کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ مئی مقرر کی گئی تھی۔ امیدواران کی سہولت کے لئے اب اس میں ۲۰ جولائی تک توسیع کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہو سکے گا۔

انٹرویو کے لئے درخواست دہندگان میں سے صرف انہی کو بلایا جائے گا جنکی میٹرک میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن ہوگی اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم ہوگی۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

اگر آپ مثالی طفل بننا چاہتے ہیں تو

- حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دعا کے لئے لکھتے رہا کریں۔
- کوشش کیجئے کہ آپ اپنی کلاس میں اوّل آئیں۔ حضور کی خواہش پوری کرنے کیلئے سخت محنت کریں۔
- اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔
- اپنا چندہ اپنے ہاتھ سے ادا کیجئے
- اجلاسات میں باقاعدگی سے شرکت کریں۔
- مجلس کے تمام پروگراموں میں ذوق و شوق سے حصہ لیجئے۔
- مرکز کی ہدایات پر عمل کیجئے۔

(سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

درخواستِ دعا

خاکسار کے والد محترم مولوی عبدالمجید صاحب صدر جماعت احمدیہ کروندی عرصہ سے لحاظہ بواسیر بیمار چلے آ رہے ہیں مکرم جلال الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ دمہ کی مرض میں مبتلا ہیں اور خاکسار اعصابی تکلیف میں مبتلا ہے احباب ہر سہ مریضوں کی کامل و عاجل صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

(محمود احمد ریاض کروندی ضلع خیرپور)

میری والدہ محترمہ بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں احباب سے ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لیے درخواستِ دعا ہے۔ (محمد انوار الحق گنج مغلپورہ لاہور)

میری لڑکی عزیزہ عطیۃ القیوم عمر دس سال ڈیڑھ ماہ سے بخار میں مبتلا ہے بہت کمزور ہو چکی ہے احبابِ کرام سے اس کی کامل و عاجل صحت یابی کے لیے درخواست دعا ہے۔

(صداقت حیات جگ ڈاہرانوالی۔ ڈاکخانہ چک چھٹہ ضلع گوجرانوالہ)

میرے نانا جان مکرم محمد ابراہیم صاحب آف پھیرو چیچی کافی عرصہ سے بخار اور خفقانِ قلب کے عارضہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں کبھی افاقہ ہو جاتا ہے اور کبھی مرض دوبارہ عود کر آتی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا فرمائے آمین۔

صدیقہ مریم پھیرو چیچی ضلع تھرپارکر (سندھ)

محترمہ فرحت جبین صاحبہ اہلیہ مکرم افتخار احمد صاحب بذریعہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا۔ مبلغ یکصد روپیہ اپنے والد مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے مساجد فنڈ میں ادا فرماتے ہوئے قارئین الفضل سے والد مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی متمنی ہیں۔ سو قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

نمایاں کامیابی

میرے بیٹے عزیزم محمود احمد عاطف نے ۷۰۲/۸۵۰ نمبر حاصل کر کے میٹرک کے امتحان میں نہ صرف گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بلکہ تحصیل چنیوٹ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور دین و دنیا میں مزید کامیابیوں کا موجب بنائے آمین

(پروفیسر مسعود احمد عاطف دارالعلوم غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سترھویں فضل عمر درس القرآن کلاس ۱۹۸۲ء

ضروری تفصیلات

انعقاد:

سترھویں فضل عمر درس القرآن کلاس ۲۷ جولائی تا ۱۰ اگست ۱۹۸۲ ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ ۲۷ جولائی کو حضور پُرنور بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں کلاس کا افتتاح فرمائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز!

معیار:

فضل عمر درس القرآن کلاس میں شمولیت کے لئے کم از کم معیار مڈل پاس ہے (عمر کی کوئی پابندی نہیں) کلاس کے تین معیار ہیں:-

- معیار اوّل: جو بی اے یا اس سے اوپر تعلیم رکھنے والوں کے لئے ہے۔
- معیار دوم: جو میٹرک یا اس سے اوپر مگر بی اے سے کم تعلیم رکھنے والوں کیلئے ہے
- معیار سوم: جو میٹرک سے کم مگر مڈل سے اوپر تعلیم رکھنے والوں کے لئے ہے

ہر معیار کے لئے الگ الگ نصاب مقرر ہے جس کی تدریس کے لئے قابل اساتذہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ کلاس کے اختتام پر ہر معیار کا الگ الگ امتحان ہوتا ہے اور اوّل۔ دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

نصاب:

- قرآن کریم (برائے معیار اول و دوم) — سورۃ النحل (پہلے ۱۲ رکوع)
  (" " سوم) — " البقرۃ (رکوع ۱۳ تا ۱۸)
- حدیث: کتاب "اسلامی اخلاق"
  (برائے معیار اول و دوم) — ۶۰ منتخب احادیث
  (" " سوم) — ۴۰ " "

کلام: (برائے تدریس)

(برائے معیار اول و دوم)	(۱) لیکچر لدھیانہ (۲) انتباہ قدسیہ
(" " سوم)	(۱) احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے (۲) الوصیت
(برائے مطالعہ)	
(معیار اوّل)	(۱) تاریخی انتباہ (۲) قرآنی انوار
(" دوم)	(۱) آیت خاتم النبیینؐ اور جماعت احمدیہ کا مسلک (۲) اسلام مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر کا ضامن ہے۔
(" " سوم)	(۱) وصال ابن مریمؑ
• تاریخ احمدیت: (ہر سہ معیار)	(۱) تاریخ احمدیت جلد پنجم سال ۱۹۲۳ء (۲) حضرت اقدس کے دعویٰ سے قبل کے حالات (سیرت حضرت اقدس از مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ و سیرت حضرت اقدس از حضرت مصلح موعود) حیاۃ طیبہ، سیرۃ المہدی اور تاریخ احمدیت سے نوٹس لے کر استاد طلبہ کو لکھائے گا۔
• عربی اسباق: (ہر سہ معیار)	بارہ اسباق (مطبوعہ)

مقام تدریس:

(۱) معیار اول و دوم کے طلباء و طالبات کے لئے مسجد مبارک (پردے کا انتظام ہوتا ہے)
(۲) معیار سوم کے طلبا کے لئے ایوانِ محمود اور طالبات کے لئے ایوان محمود کی گیلری

قیام گاہ:

طلباء کا قیام ناصر ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں اور طالبات کا قیام زیر اہتمام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ، لجنہ ہر کس میں ہوگا۔

کلاس میں شریک ہونے والے جو طلبہ نصاب کی کتب ساتھ لا سکتے ہیں۔ وہ ضرور لیتے آویں۔ کچھ کتب نظارت ہذا کی طرف سے شائع شدہ ہیں۔ مثلاً عربی اسباق۔ اسلامی اخلاق اور علمی تقاریر کے نوٹس۔ یہ بلا معاوضہ طلبہ کو پیش کی جائیں گی۔ باقی کتب کے لئے معمولی قیمت ادا کرنا ہوگی۔

کلاس میں شریک ہونے والے طلباء و طالبات کے لئے ریلوے اسٹیشن اور لاریوں کے اڈہ پر شعبہ استقبال کے متعلقین مورخہ ۲۶ جولائی کی صبح سے کام شروع کر دیں گے۔ ضرورت کے وقت ان سے، ان ہر دو مقامات پر خود بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ

○

فہرست معتکفین مسجد مبارک:

۱- مکرم محمد یاسین صاحب ربانی۔	درجہ خامسہ۔ جامعہ احمدیہ
۲- " مرزا نثار احمد صاحب	۶- اولڈ سول لائنز۔ سرگودھا
۳- " نصیر احمد صاحب	۱۶- شمالی۔ سرگودھا
۴- " مبارک احمد صاحب بلبرا	درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ
۵- " مبشر احمد صاحب شاہد	" شاہد " "
۶- " فہیم احمد صاحب	درجہ خامسہ " "
۷- " وزیر احمد صاحب	معراجکے (سیالکوٹ)
۸- " محمد عبداللہ صاحب	کوارٹر ۷۸ء تحریک جدید ربوہ
۹- " ملک مقصود احمد خانصاحب	سمن آباد۔ لاہور
۱۰- " سید حسین احمد صاحب	مربی وزیر آباد
۱۱- " محمد عباد اللہ صاحب درویش	گنج مغلپورہ لاہور
۱۲- " شیخ محمد اکرم صاحب اظہر	انگوری باغ لاہور
۱۳- " محمد اسماعیل صاحب بقاپوری	ربوہ
۱۴- " ملک مظفر احمد صاحب جوئیہ	چک ۱۵۲۔ سرگودھا
۱۵- " سردار یعقوب احمد صاحب	دارالعلوم غربی ربوہ
۱۶- " سید محمود احمد صاحب	ربوہ
۱۷- " ماسٹر عبدالحکیم صاحب ابڑو	دادو ضلع لاڑکانہ
۱۸- " شیخ خلیل احمد صاحب	کلیار ٹاؤن۔ سرگودھا۔
۱۹- " مبشر احمد صاحب خالد	جامعہ احمدیہ
۲۰- " عبدالعزیز خان صاحب	بٹالہ کالونی فیصل آباد
۲۱- " احمد خان صاحب	چک ۴۳ جنوبی سرگودھا
۲۲- " مبارک احمد صاحب چیمہ	۳۔ نیو سول لائنز۔ "
۲۳- " نذیر احمد صاحب	چک ۳۳ جنوبی سرگودھا
۲۴- " حمید احمد صاحب خالد	لائبریرین جامعہ احمدیہ
۲۵- " عطاء الرحمان صاحب محمود	نظارت امور عامہ ربوہ
۲۶- " انعام الحق صاحب	حلقہ صدر کراچی
۲۷- " خواجہ عبدالرحمان صاحب	گوجر خان
۲۸- " محمد اسلم صاحب باجوہ	چک ۳۳ سرگودھا
۲۹- " محمد نصیر خان صاحب ہمایوں	تاج گڑھ۔ لاہور
۳۰- " برکت علی صاحب نتھلی	۱۲/۴ دارالرحمت غربی ربوہ

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ضروری تصحیح

محترمہ بشریٰ منیر صاحبہ کی وصیت مسل ۲۵۰۱۱ کے تحت مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۸۲ء کے الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ ان کی عمر ۶۳ سال لکھی گئی ہے اصل عمر ۴۳ سال ہے احباب تصحیح فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

کی بھی توفیق ملے۔ امانت اور دیانت سے کام کرنے والے ہوں خدا کی خاطر کام کرنے والے ہوں اور یہ روپیہ ایسی برکتیں لائے جو دنیا کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں۔

حضور نے فرمایا خوشی اور شکر کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اس روپیہ میں حق حلال کی کمائی اور اہل ایمان مزدوروں کا پسینہ شامل ہے۔ اس میں ایسی محنت، پاکیزہ محنت شامل ہے کہ یہ روپیہ ساری دُنیا کی پاکیزگی اور قناعت کے لحاظ سے بے مثل ہے۔ یہ اپنے پاکیزہ خیالات کی وجہ سے بے مثل ہے۔ پس اس روپے کا دُنیا کے کسی دوسرے روپے سے کوئی مقابلہ نہیں۔ اس میں امیروں کا بھی حصہ ہے جنہوں نے دنیا کی لذّات حاصل کرنے کی بجائے خدا کی رضا حاصل کرنے کو ترجیح دی ورنہ دنیا میں کروڑوں ایسے بھی روپے والے ہیں جو فسق و فجور کی راہ پر اپنے گناہ کی پیاس بجھانا چاہتے ہیں مگر ان کو راہ نہیں ملتے۔ ان احمدیوں نے ہر ایسے موقع سے رک کر اس روپے کو بچا کر نیک راہوں پر خرچ کیا۔ اور مختلف رنگوں کی روحانی تکالیف برداشت کیں لیکن ثابت قدمی دکھائی وہ بھی غریبوں کے ساتھ شریک ہیں۔ حضور نے فرمایا اس روپے میں غریبوں کی دال روٹی بھی شامل ہے معمولی مددگار کارکنوں کی رقم بھی شامل ہے جن کی حالت ایسی تنگ ہوتی ہے کہ بعض اوقات جماعت کو انہیں عطیہ دینا پڑتا ہے۔ ان کے بچوں کا دودھ بھی اس میں شامل ہے جو انہیں نہیں ملا۔ ان کے بدن کے غریبانہ کپڑے بھی شامل ہیں جنہوں نے روپے کا روپ دھار کر وہ چمک دمک حاصل کی ہے کہ دُنیا کا کوئی روپیہ اس چمک دمک کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضور نے فرمایا اللہ کے ہاں روٹی، کپڑا یا قربانی کا گوشت وغیرہ نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ساری پاک چیزیں جو قبولیت کا درجہ دیتی ہیں اس روپے میں شامل ہیں۔

دنیا کی آنکھ ایک غریب اور نادار جماعت کا چھوٹا سا سرمایہ دیکھتی ہے لیکن اللہ کی رضا کی آنکھ اس میں غریبوں کے آنسوؤں کے موتی اور مومنوں کے قلب و نظر کے ٹکڑے دیکھتی ہے۔

حضور نے فرمایا پس اس روپے کی قیمت دنیا سے بالکل جداگانہ ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہاں تو پیمانہ ہی مختلف ہے۔ دُنیا اس روپے کو روبل، ڈالر، پاؤنڈ فرانک وغیرہ کی شکل میں دیکھتی ہے اس پر بادشاہوں کی تصاویر دیکھتی ہے لیکن ایک عارف باللہ کی نظر اس میں صرف اپنے پیارے اللہ کا منہ دیکھتی ہے۔ یہ وہی وجہ اللہ ہے جس کی رضا کی خاطر ساری قربانیاں دی جاتی ہیں۔

حضور نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا پس ساری دُنیا کی ساری طاقتیں مل جائیں ان کے خزانے کو اربوں سے ضرب دے لیں تب بھی وہ اس روپے کو شکست نہیں دے سکتے۔ یہ روپیہ ضرور جیتے گا۔ اس کے مقدر میں شکست نہیں۔ یہ اللہ کی رضا کی خاطر دیا گیا ہے۔

حضور نے آخر میں دُعا فرمائی کہ اللہ اس روپے کو ہمیشہ پاک و صاف رکھے اور ان ایمانوں میں برکت دے جن سے یہ روپیہ اکٹھا کیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد حضور چند ثانیے کے لئے بیٹھے اور پھر خطبہ عربی ارشاد فرمایا۔ اس کے دوران فرمایا کہ مختلف معاندین اور حاسدین کی طرف سے دائر کردہ مختلف مقدموں میں آئے دن پیشیوں کے لئے سلسلہ کے وکلاء کو اپنا روپیہ اور وقت ضائع کرنا پڑتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اصل مقدمہ تو آسمان پر دائر ہے وہیں سے فیصلہ ہوگا۔ اس لئے بہت کثرت سے دُعائیں اور گریہ وزاری کریں کہ احکم الحاکمین اپنا فیصلہ عطا فرمائے اور ہمیں دنیا کی عدالتوں کی احتیاج سے مستغنی کر دے آمین۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
مینجر

فوری قابل فروخت

ایک نہایت باموقع مارکیٹ برقبہ دس مرلے واقع گول بازار ربوہ پر مشتمل دس دوکانات۔ سوئی گیس۔ پانی۔ بجلی نصب شدہ ہے۔

ارزاں نرخوں پر فوری قابل فروخت موجود ہے۔ خواہشمند احباب فوری رابطہ قائم فرمائیں۔

میسرز ندیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز

ریلوے روڈ / رحمت بازار ربوہ۔ فون ۵۲۱ / ۳۱۴

بواسیر وغیرہ کی ادویات

PILES CURE — بواسیر خونی و بادی
Hemorrhoids Cure — مقعدی، سخت مسے
Hemorrhage Cure — بہت زیادہ خون نکلے
Fissure Cure — چیر اور کٹاؤ
PROLAPSUS CURE — کوئی نکلنا
ANUS ITCH CURE — مقعدی خارش
FISTULA CURE — ناسور، بھگندر
CONSTIPATION CURE — دائمی قبض
FLATULENCE CURE — گیس، ہوا، ریاح

ایک سے زیادہ کیورز اکٹھی بھی استعمال ہو سکتی ہیں پیکٹوں سے 15% فی کیور۔ پائلز آئنٹمنٹ۔ ۳ روپے، ڈاک سے ۳ روپے زائد۔ لٹریچر فری۔

اوقات کار (برائے رمضان المبارک)
صبح 6 تا 2 بجے۔ بروز جمعہ 6½ تا 11 بجے

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ فون 606 / 607

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ کی طرف سے)

۲۱ مئی ۱۹۸۲ء کے خطبہ جمعہ میں ایک امر سے متعلق ضروری وضاحت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ نے ۲۱ مئی ۱۹۸۲ء کو مسجد اقصیٰ میں جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا اُس میں خطبہ ثانی سے قبل ضمناً ایک امر کی وضاحت بھی فرمائی تھی۔ ۲۳ مئی ۱۹۸۲ء کے الفضل میں اس خطبہ کا خلاصہ شائع کرتے وقت وہ وضاحت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ چونکہ اُس وضاحت کا تعلق ایک مسئلہ سے ہے اور احباب کا اُس سے آگاہ ہونا ضروری ہے اس لیے وہ وضاحت ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔

حضور رحمہ اللہ ایک مجبوری کی وجہ سے عام دستور کے خلاف جمعہ کے دونوں خطبوں (خطبہ اول اردو۔ خطبہ ثانی عربی) کے درمیان بیٹھ کر وقفہ ڈالنے کی بجائے کچھ وقت خاموش کھڑے رہ کر وقفہ ڈال لیا کرتے تھے۔ اس خلاف معمول عمل کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

(اپنے الفاظ میں حضور کے ارشاد کا خلاصہ)

اصل دستور یہ ہے کہ جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھا جائے۔ میں جب سے گھوڑے سے گرا ہوں میں اکڑوں بیٹھ نہیں سکتا۔ میری ریڑھ کی ہڈیوں میں سے دو چھوٹی ہڈیوں میں فریکچر ہو گیا تھا اس لیے مجھے بارہ تیرہ ہفتہ لیٹا رہنا پڑا۔ اس کے نتیجہ میں بعض جوڑوں میں سختی آ گئی ہے۔ کئی مہینے مجھے بڑے شدید درد کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو اس قابل بنانا پڑا کہ میں سجدہ کر سکوں اور مسجد میں جا سکوں۔ اس کے لیے بڑا مجاہدہ مجھے کرنا پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور میں بڑی حد تک صحت یاب ہو گیا۔ ایک چھوٹی سی تکلیف رہ گئی۔ وہ یہ کہ میں اکڑوں کی حالت میں بیٹھ نہیں سکتا۔ اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا اسلامی تعلیم کے مطابق اس تکلیف نے مجھے اجازت دی کہ میں کھڑے کھڑے وقفہ ڈال کے دوسرا خطبہ شروع کیا کر سکوں۔

ضروری اعلان

"آئندہ اگر کوئی فوٹو علیحدہ طور پر سیدنا حضرت اقدس ..... یا آپ کے خلفاء کا طبع کروانا چاہتا ہے تو اپنے اس مقصد سے مع وجوہ نظارت کو اطلاع دیکر منظوری حاصل کر کے وہ ایسا کر سکتے ہیں۔"

(ناظر اصلاح وارشاد)

ضروری اعلان

امیدواران کارکنیت صدر انجمن محررین و انسپکٹران کا تحریری امتحان انشاء اللہ مورخہ ۲۵/۷/۸۲ بروز اتوار بوقت ۹½ بجے صبح ہوگا۔ انٹرویو مورخہ ۲۶/۷/۸۲ بروز پیر بوقت ۹ بجے صبح ہوگا۔ میٹرک کی سند ہمراہ لائیں۔

امیدواران وقت مقررہ پر دفتر نظارت دیوان میں تشریف لے آئیں۔ امتحان کے لیے کاغذ قلم۔ دوات ہمراہ لائیں۔ آمد و رفت کے اخراجات امیدوار خود برداشت کریں گے۔

(ناظر بیت المال آمد سیکرٹری کمیشن امیدواران ملازمت صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

درخواست دعا

• برادرم میاں عبد الحلیم صاحب صادق کی محکمانہ ترقی رُکی ہوئی ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی روک کو دُور فرمائے اور اپنے فضل سے نوازے۔

(عبد المنان ناصر۔ گول بازار ربوہ)

• میری ہمشیرہ نصرت اختر کچھ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے کافی علاج وغیرہ کروایا ہے لیکن ابھی تک صحت بحال نہیں ہوئی۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان مبارک ایام میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ہمشیرہ کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔

(منیر احمد ناصر دار النصر غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah